

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کمالات و محاسن خیر الامم

(۴)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان

الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم والذین امنوا اشد حبالہ صدق اللہ العظیم

وقال رسول اللہ ﷺ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ

وولده والناس اجمعین (بخاری و مسلم)

حضرت ابو طلحہ کا ایثار و جذبہ محبت: عاشق رسول حضرت ابو طلحہؓ نے حضور مکی جان بچاتے ہوئے اپنے تمام

جسم کو چھلنی ہونے کے لئے پیش کر دیا، امیر المؤمنین حضرت سید ابوبکرؓ کے ارشاد کے مطابق ان کے جسم پر قریباً ستر زخم تلوار و تیر کے آئے۔ اللہ کے محبوب کے دفاع میں ان کا ہاتھ ٹھل ہوا۔ حضرت انسؓ کا ارشاد ہے:

قال کان ابو طلحہ یتترس مع النبی ﷺ بترس واحد وکان ابو طلحہ

حسن الرمی فکان اذا رمی تشرف النبی ﷺ فینظر الی موضع نبیہ (بخاری)

ترجمہ: ”حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہؓ غزوہ احد میں ایک ڈھال کے ذریعہ نبی کریمؐ کا دفاع کرتے رہے ابو طلحہؓ بہترین تیر انداز تھے (وہ حضورؐ کے بچاؤ میں دشمنوں پر مہارت سے تیر اندازی کر رہے تھے) چنانچہ جب وہ تیر پھینکتے تو نبی کریمؐ سر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں پڑا ہے۔“

ایک اور جگہ ابو طلحہؓ کے بارے میں آیا ہے کہ تیر اٹھائے مجاہد کا وہاں سے گزر رہا تھا تو حضورؐ فرماتے ابو طلحہؓ کو تیر دو

ابو طلحہؓ حضورؐ کو سر اٹھاتے دیکھ کر فرماتے یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ سر مبارک نیچے کر دیں کہیں کافروں کا تیر آپ کو نہ لگے کیونکہ میں نے اپنے سینہ کو آپ کے سینہ کے لئے ڈھال بنایا ہوا ہے۔ یہ اللہ و رسول کی محبت اور ایمان و یقین کا وہ جذبہ تھا جس کے پیش نظر حضور مکی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو موت کے لئے پیش کرنا فریضہ سمجھ کر آخر وقت تک کفار کے حملوں کے سامنے ڈٹے رہے۔

نبی مکی محبت اولاد کی محبت پر غالب رہی خلیفہ اول سیدنا ابوبکرؓ نے جنگ بدر کے موقع پر اللہ و رسول کی محبت کے

مقابلہ میں شفقت پدری اولاد کی محبت کے جذبے کو ٹھکرانے کا ذکر فرما کر محبت کے علمبرداروں کیلئے تاقیامت عظیم نمونہ

فراہم کر دیا۔ اخبرنا ابو العباس بن القاسم السیاری و ثناء عبد اللہ بن علی

الغزالی ثنا علی بن الحسن بن شفیق ثنا عبد اللہ بن المبارک عن معمر عن ایوب قال قال عبد الرحمن بن ابی بکر لابی بکرؓ قدر ایتک يوم احد فصفت عنک فقال ابو بکر لکنی لور ایتک لم اصفح عنک (المستدرک للحاکم) ترجمہ: ”حضرت ابو ایوب سے روایت ہے کہ ابو بکرؓ کے بیٹے عبدالرحمان نے اپنے باپ حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ جنگ بدر کے موقع پر میرا آپ سے آنا سامنا ہوا میں نے باپ کی محبت کی وجہ سے آپ سے اعراض کیا۔ جواب میں ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں تجھے معاف نہ کرتا۔“

جب اللہ اور رسولؐ کی محبت غالب آتی ہے تو تمام محبتیں خواہ اولاد کی ہوں مال کی ہوں تمام دنیا کی ہوں بیچ ہو جاتی ہیں، جنگ بدر کے تاریخی معرکہ میں حضرت ابو بکرؓ مسلمان اور ان کے بیٹے عبدالرحمان غیر مسلم تھے۔ باپ اسلامی لشکر میں جذبہ ایمانی اور اسلامی احکامات کا پاسدار اور بیٹا کفر کے اندھیروں میں بھٹک کر مجاہدوں اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے۔ معرکہ حق و باطل میں مسلمان، کفر اور کافر کو اپنے انجام تک پہنچانے کا خواہشمند اور کافر قافلہ جانثاروں کی مختصر جماعت کے صفایا میں مگن بیٹا حضرت عبدالرحمنؓ اسلام لانے کے بعد واقعہ بدر سناتے ہوئے باپ کو کہہ رہا ہے کہ ابا جان جنگ بدر کے موقع پر ایک مرحلہ ایسا آیا کہ آپ بالکل میری تلوار کے نشانہ اور زد پر تھے، مگر آپ پر حملہ اور آپ کو قتل کرنے کی راہ میں والد کے فطری محبت کا جذبہ میرے دل میں آپ پر حملہ کرنے سے رکاوٹ بن کر میں نے آپ کو شہید نہ کیا۔ باپ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب میں جو جملہ فرمایا وہ ہم اور آپ جیسے ضعیف الایمان اور محبت کے دعویداروں کے جذبات محبت کو بیدار کرنے کے لئے نسخہ اکسیر ہے۔ فرمایا بیٹے اس وقت تم کفر کی حالت میں تھے اسلام اور امام الانبیاء کے حسد و دشمنی میں حزب الشیطان کے سپاہی تھے۔ اگر تم میری نظریا میرے قابو میں آ جاتے تو شفقت پوری کے مقابلہ میں اللہ و رسولؐ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے تمہیں فوراً قتل کر دیتا۔

محترم سامعین! یہی قول رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والده وولده و الناس اجمعین کا ہم اور آپ سے مطالبہ ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کے حکم اور محبت کے مقابلہ میں تمام محبتیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ جب یہ دونوں مسلمان کی محبوب بن جاتی ہیں تو ان کی تمام ادائیں محبوب جاننا اور ان پر عمل کرنا ایمان کا جزو بن جاتی ہیں۔

جماعت انصار حضورؐ کے فداکاروں میں ایک اہم جماعت انصار کی ہے جن کی عظمت کے بارہ میں امام المرسلینؑ کے الفاظ ہی کافی ہیں کہ فرمایا اللہم ارحم الانصار و ابناء الانصار۔ ترجمہ: ”اے اللہ انصار ان کے بیٹوں ان کے پوتوں پر رحم فرما۔“ ارشاد ہے: عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ لو لا الهجرة لکنتم امراء من الانصار ولو سلک الناس وادیا وسلکت الانصار وادیا او شعبا وسلکت وادی (البخاری) © rasailojaraid.com

ترجمہ: ”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی دوسری وادی پہاڑی دہہ میں چلیں میں اس راستہ یا درہ پر چلوں گا جو انصار (مسلمانوں) کا راستہ ہے۔ انصار میرے لئے قیص (گرتے) کے مانند ہیں جو جسم سے متصل اور ملحق ہوتا ہے۔ اور باقی لوگ چادر یعنی وہ کپڑا جو قیص وغیرہ کے اوپر اوڑھا جاتا ہے بدن سے متصل نہیں ہوتا کے مانند ہیں۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ انصار میرے راز دار اور خصوصی ساتھی ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا: عن انس عن النبی ﷺ قال ایتة الایمان حب الانصار و ایتة النفاق بغض الانصار (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ حضورؐ سے نقل فرما رہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کمال ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بعض عداوت ہے۔ ”..... اس عظیم المرتب اسلام کے متوالوں کا نگر اؤ جب مال مویشی دولت اور حضورؐ میں سے کسی ایک کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو حضورؐ کی محبت سے سرشار جماعت نے مال کو ٹھکرا کر حضورؐ کی محبت کو ترجیح دی۔ حضرت انسؓ کی ایک حدیث طویل کا خلاصہ ہماری اور آپؐ کی بند آنکھوں کے کھولنے کیلئے کافی ہے۔

ہوازن قبیلہ کا مال و دولت جب بطور مال غنیمت حضورؐ کے ہاتھ آیا، تقسیم کے وقت محبوب خدا صلعم نے قریش کے کئی اصحاب کو سوساؤنٹ دیئے۔ انصار کے بعض حضرات نے اس تقسیم پر شکوے کا اظہار کرتے ہوئے آپس میں کہا کہ آپؐ اپنے قبیلہ (قریش) کو مال غنیمت میں زیادہ حصہ دے رہے ہیں اور انصار کو کم۔ حضورؐ کو انصار کے اس اعتراض کا علم ہوا۔ ان کو جمع کر کے اس شکایت کے متعلق ان سے پوچھا، عقلمند و سمجھدار صحابہ نے معذرت کرتے ہوئے اس شکایت کو بعض جلد باز و جذباتی جوانوں کا کارنامہ قرار دیا۔ حضورؐ نے تقسیم کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا جن لوگوں کو میں نے مال غنیمت میں وافر حصہ دیا۔ زمانہ قریب میں یہ غیر مسلم تھے ان کو زیادہ حصہ دینے کا مقصد صرف ان کا تالیف قلوب ہے۔ مقصد اسلام پر ثابت قدم رکھنا مطلوب تھا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد و کشش کارفرما نہیں۔ اے انصار کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ اور لوگ مال دولت مجھ سے لے کر اپنے ٹھکانوں کو واپس جائیں اور تم لوگ پیغمبر خدا صلعم کو لے کر اپنے مکانوں کو واپس جاؤ۔ اب خود فیصلہ کرو کہ فانی دنیا کے ناپائیدار مال و دولت کو حاصل کرنا چاہتے ہو یا اس کے مقابلے میں امام الانبیاء صلعم کی ذات جس کے پانے میں دنیا و آخرت کی نجات ہے۔

حضورؐ پر مرنے والے نفوس قدسیہ نے بیک آواز کہا: بلیٰ یا رسول اللہ قدر ضیینا یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کو اپنے لئے حاصل کرنے پر راضی ہیں۔ اس محبت رسول کا ثمرہ تھا کہ جزیرۃ العرب کے وہ اُن پڑھ ہر قسم کی برائی میں مبتلا افراد آسمان رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر امت کے لئے مینارہ رشد و ہدایت بن گئے۔ سید الانبیاء کی عظمت و محبت ان کے رگ و ریشہ میں ایسے رچ بس گئی کہ اپنے اس عظیم محبوب کے مقابلہ میں دنیاوی جاہ و جلال، حشم و خدمت رشتے مال و دولت کی محبت ان کی نظروں میں بیچ ہو گئی۔

ماں باپ سے محبت ایک فطری و طبعی جذبہ ہے اس دنیاوی محبت میں عورتیں مردوں سے زیادہ والدین سے

اُس رکھتی ہیں، صنف نازک کہلانے کی وجہ سے ان کے دل بھی انتہائی نرم و نازک، ماں باپ کی محبت، اطاعت اور عظمت سے لبریز ہوتے ہیں۔ مگر اس کمزور عورت کا دل جب رحمۃ عالمین ﷺ کی محبت سے معمور و منور ہوا تو سینکڑوں ہزاروں اولیاء اللہ ایک طرف اور ایک عورت صحابیہ دوسری طرف اپنے محبوب باپ کی محبت کا مقابلہ جب روحانی وادبی محبوب ﷺ کی محبت سے ہوا تو اپنے کافر باپ کو آپ کے بستر پاک پر بیٹھنے کے قابل نہ سمجھ کر بستر ہی الٹ دیا۔

حضرت ام حبیبہؓ بھی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں شامل ہیں۔ آپ عقد نکاح میں آنے سے پہلے عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں دونوں نے مسلمان ہونے کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کچھ عرصہ بعد ان کے خاوند حبشہ ہی میں مرتد ہو کر مر گئے۔ ام حبیبہ اسلام پر ثابت قدم رہیں حضور نے عمرو بن امیہ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ ام حبیبہ کو حضور کے نکاح کا پیغام دے دیں۔ ام حبیبہ نے حضور کی یہ خواہش خوش دلی سے قبول کر لی۔ نکاح وہیں ہوا نجاشی نے اپنی طرف سے مہر میں چار سو دینار مقرر کر کے ام حبیبہ کو کہ ابوسفیان کی بیٹی اور حضرت معاویہ کی بہن تھی کا نکاح سید المرسلین سے کر دیا۔ عقد کے بعد حضور کی خدمت میں مدینہ طیبہ آ گئیں۔ کفار مکہ کی مسلمانوں کے ساتھ صلح کے دور میں ابوسفیان مدینہ منورہ آئے تو بیٹی سے ملنے کے لئے ان کے گھر گئے، کمرہ میں داخلہ کے وقت ایک بسترہ بچھا ہوا دیکھ کر اس پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ بیٹی یعنی ام حبیبہ نے فوراً وہ بسترہ دوسرے طرف الٹ دیا کہ باپ اس پر نہ بیٹھ سکے۔ باپ نے بیٹی کی اس حرکت کو دیکھ حیران ہوا کہ مہمان اور پھر باپ کے آنے پر ہی ہر میزبان اور پھر بیٹی بٹھانے کے لئے جو میسر ہو عزت و احترام کے لئے بچھا دیتے ہیں اور یہاں معاملہ الٹا ہوا جو بچھا ہوا تھا وہ بھی ہٹا دیا۔ ابوسفیان نے وجہ پوچھی۔ تو بیٹی نے کہا کہ یہ بسترہ محبوب خدا صلعم کے آرام کے لئے ہے ان کا پاک و صاف جسد اطہر اس بسترہ پر تشریف فرما ہوتا ہے۔ ایسے مقدس ترین آرام گاہ پر آپ کے نجس و کفر سے آلودہ بدن کو کیسے بیٹھنے کے لئے اجازت دوں۔ ام حبیبہ کے دل میں سرور کو نین صلعم کی جو عظمت و محبت تھی عشق و محبت کے ان منازل کو پہنچ چکی تھی کہ اسے برداشت کرنا بھی ناممکن تھا کہ مشرک باپ ہو یا کوئی اور سید الانبیاء کے بستر پر بیٹھ سکے۔

یہ محبتوں سے بھری چند داستانیں ان پاک طینت شخصیات کی ہیں جن کے آج ہم اپنے آپ کو نام لیا کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ ان حضرات نے اللہ اور رسول کی محبت کے دعویٰ کے راستوں میں دنیوی محبتوں کی جو قربانیاں دیں، کیا ایسے لمحات آنے پر ہم ان کے نقش قدم اور سیرت پر چلنے کے لئے آمادہ ہیں؟ ہم نے اللہ کی خاطر رسول کی محبت اور اسلام کے لئے کیا کیا؟ صحابہ کرام نے تو اللہ و رسول کی خاطر اپنے عیش آرام، عزیز و اقارب، دینی و جاہ و جلال سب کو خیر آباد کہا۔

آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں مطالبہ ہو رہا ہے کہ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اللہ و رسول سے اس کی محبت اپنے جان و مال اولاد اور ہر چیز سے زیادہ ہو تو اس اعلیٰ محبت کا تقاضا کیا ہے اس کا ذکر انشاء اللہ اگلے جمعہ کو ہوگا۔